ڈاکٹر محمد ارشد ندوی
شعبۂ اردو، دیال سنگھ کالج
(دہلی یونیورسٹی) لودھی روڈ، نئی دہلی۔ ۳
9213307499

اقبال کی نظر میں تمیزِ بندۂ و آقا اور فسادِ آدمیت

مشرق و مغرب کے فکر و فلسفہ کے ذریعے اسلام کی آفاقیت کو بیان کرنے والے شاعر علامہ اقبال کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ حرکت و عمل کے ذریعے ان کی شاعری اجتماعی سطح پر کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرتی ہے۔ ان کا پیغام کسی فرد واحد کے لیے نہیں بلکہ عالم انسانیت کے لیے ہے۔ چاہے وہ عہد اقبال کے انسان ہوں یا آج کے عہد کے جدید انسان یا پھر آنے والے زمانے کا جدید تر انسان، ان پر بہت ساری حقیقتیں آشکار تو ہیں لیکن ہم میں سے بہت سارے ایسے بھی ہیں جو ان حقائق سے نا آشنا ہیں۔ اقبال انہی حقائق اور اسرار و رموز کو بیان کرتے ہیں۔ خدائے وحدہ لاشریک نے آدمِ خاکی کو مقصدیت کے تحت عالمِ ازلی میں خلافتِ ارضی سونپی لیکن اولادِ آدم وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر ظلم و زیادتی، قتل و غارت گری، خود پسندی، مادّی پرستی، جانب داری کے مرتکب ہوگئی۔ عہد اقبال ایک انقلابِ عظیم سے دوچار تھا۔ مضبوط قوم، ناتواں اور نحیف قوموں کو فنا کر رہی تھی۔ مزدور طبقا پر سقّا کیوں کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ سرمایہ داروں کا غلبہ تھا۔ مسلمان سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی انحطاط اور انتشار کے باعث اضطراب و کشمکش میں مبتلا تھی۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد جو حالات رونما ہوئے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اقبال کہتے ہیں کہ:

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

اقبال ان حالات کو دیکھ کر دل برداشتہ تھے۔ مسلمانوں کی غفلت اور طوقِ غلامی پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے انہوں نے 'شمع اور شاعر' لکھا۔ 'خضرِ راہ' کے ذریعئے اقبال نے ملوکیت اور سرمایہ داری کے مفاسد کو آشکار کیا تو وہیں زندگی کی حقیقت کے ساتھ ساتھ اسلامی مملکت کی غیر اسلامی طریق یعنی قوم پرستی پر بھی ضرب لگائی اور مسلمانوں کو امید و رجا کا درس دیا کیونکہ اقبال اُفقِ مشرق سے صبح نجات کو طلوع ہوتے دیکھ رہے تھے۔:

اُٹھ کے اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

ابھی اقبال امید و رجا کے مابین معلق تھے کہ انہیں خبر ملی کہ سرزمین ترکی کے آہنی عزم و ارادے کے مالک مصطفٰی کمال پاشا نے سقاریہ کی جنگ میں یونانیوں کو زبردست شکست دی ہے۔ ان کی اس کامیابی و کامرانی پر انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اقبال کمال پاشا کی فتح و نصرت کو عالمِ اسلام بلکہ اقوامِ ایشیا کے لیے نیک شگون قرار دیتے ہیں۔ ان کی اس کامیابی کو ''طلوع اسلام'' سے تعبیر کیا۔ یہ نظم ایک معرکۃ الآرا نظم ہے۔ اس نظم میں اقبال نے مسلمانوں کو اپنے مقام و مرتبہ اور خودی سے آگاہ کرایا ہے۔ مغربی یلغار کے ذریعے

مسلمانوں کے رگوں میں حرکت وعمل کا جذبہ پیدا کیا تاکہ وہ دنیا کی امامت کر سکیں اور قوم کو ذوقِ یقین، عملِ پیہم کے ثمرات سے آگہی دی۔ آج ہم اقبال کی اسی نظم ''طلوعِ اسلام'' کے ایک بند پر سیر حاصل گفتگو کریں گے۔ بند دیکھیں:

تمیزِ بندۂ و آقا، فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں، سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

مذکورہ شعر وسیع المعانی کے ساتھ ساتھ عالمِ انسانی کے حرکات وسکنات کے رموز پر محیط ہے۔ اقبال اس شعر کے ذریعے قوم وملت کے رہبر ورہنما، حاکم ومحکوم، امیر وغریب، خادم وغلام اور آقا و بندہ کو درسِ عبرت کا پیغام دیتے ہیں کیونکہ یہ دنیا روایات کے پھندوں میں گرفتار ہے۔ یہاں پر اقبال نے 'تمیزِ بندۂ وآقا' کے خلاف 'فطرت کی تعزیریں' استعمال کر کے اہلِ مشرق ومغرب کو متنبہ کیا ہے کہ انہوں نے عالمِ انسانی کی تاریخ میں ردّوبدل کر کے انسانوں کے مابین تمیز وتفریق کی۔ آدمیت کو مختلف زمروں میں تقسیم کیا، جو ہمارے درمیان ذات پات، نسل، رنگ، قوم، اجاریت، مذہبیت، امیر وغریب، حاکم ومحکوم اور بندہ وآقا کی شکل میں عیاں ہیں:

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چُن چُن کر بنائے مُسکِرات
یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات

جب کہ اقبال تمیزِ بندۂ وآقا کو فسادِ آدمیت قرار دیتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ عہدِ اقبال میں اشتراکیت کا زور تھا۔ انیسویں صدی کے وسط میں ایک عظیم فلسفی کارل مارکس پیدا ہوا جو اشتراکیت کے ذریعے ایک جمہوری نظام قائم کرنا چاہتا تھا۔ جس میں بندوں کو آقاؤں کے خلاف صف آرائی پر آمادہ کرنا، ان کے حقوق کی بازیافت کا مطالبہ، سماج سے ناہمواری جیسے برائی کو ختم کرنا، انسانوں کے جملہ مسائل کا حل صرف طبقاتی نظامِ حکومت کے زیرِ اثر اور سرمایہ کی مساویانہ تقسیم کے مسئلے کے علاوہ کچھ تنازعی مسائل اور بھی تھے۔ ان ہی نظریات سے یورپ کے ایوانوں میں خائف طاری ہو گئی۔ اہلِ ثروت اور سرمایہ داروں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ ان آمریت اور عنانیت پسند حکمرانوں میں لینن، اسٹالن، زار، نطشے، گورباچیف وغیرہ جو ناتواں اور نحیف قوموں کو فنا کر رہی تھی۔ اپنے قوم پر طرح طرح کے مظالم اور جائز وناجائز، جبر وتشدد کا گھنونا کھیل کھیل رہے تھے۔ بندہ آقاؤں کے ہاتھوں کا آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ جہاں ایک طرف بندائے مزدور دم توڑ رہی تھی تو دوسری جانب انہی کے خون پسینے کی کمائی سے رنگ رلیاں منائی جا رہی تھیں:۔

آبتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ اِنّ المُلُوک
سلطنتِ اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سُلا دیتی ہے اُس کو حکمراں کی ساحری
حکمِ حق ہے لَیسَ لِلاِنسان ِ اِلّا ما سعی
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

اشتراکیت اسلام کے بعد سب سے بڑی نظریاتی قوت کے طور پر ابھر کر سامنے آئی تھی۔ اشتراکی نظام کے اصولوں میں ایک اصول یہ بھی تھا کہ ''مختلف طبقوں کے اشتراکِ عمل سے معاشرے کو ایسے سانچے میں ڈھالا جائے کہ دولت کی تقسیم مساوی ہو'' یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ یہ نظریہ اسلام نے بہت پہلے ہی دے دیا تھا۔ ہجرت کے دوران مدینہ کے انصاریوں نے مہاجرین مکہ کے ساتھ یہی طریق اپنایا جو تاریخِ عالم میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ سلسلہ برسہا برس تک چلتا رہا لیکن خلافتِ راشدہ کے بعد اسلامی مملکت میں بھی مغربی تہذیب کی مادیت پرستی نے دولت پرستی پر آمادہ کر دیا۔ اس درمیان جتنی بھی حکومتیں بنیں، عوام میں وہ خوشحالی نہ آئی جو عہدِ صحابہ میں تھی۔ اقبال ابلیس کی زباں سے یوں کہلواتا ہے:

جانتا ہوں میں یہ امتّ حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کی دیں کی احتسابِ کائنات

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اقبال کا حساس دل تڑپ اٹھا۔ ان کا مطالعہ ہمہ جہت تھی۔ انہوں نے مشرق ومغرب کے مٹتے ہوئے نقوش کو دیکھا تھا۔ قرآن واحادیث پر ان کی گہری نظر تھی۔ قدیم تاریخی روایات پر عبور رکھتے تھے۔ اقبال مزاجاً انقلاب پسند تھے۔ انہوں نے اشتراکیت کے مثبت خیالات کو پیش کرتے ہوئے ملوکیت، شہنشاہیت اور سرمایہ داری پر لعنت وملامت کی۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ اقبال کو اشتراکیت کے بہت سارے امور سے شدید اختلاف تھا مگر انہوں نے انہی مسائل کو اخذ کیا جو قرآن واحادیث کی روشنی میں عالمِ انسانیت کے لئے درکار تھی۔ انہوں نے اشتراکیت کے مثبت پہلوؤں کو اپنے مختلف نظموں کے ذریعے جیسے ''خضر راہ''، 'سلطنت'، 'سرمایہ ومحنت'، 'فرمان خدا'، 'اشتراکیت'، 'کارل مارکس کی آواز'، 'لینن خدا کے حضور میں'، 'ابلیس کی مجلس شوری'' وغیرہ میں بیان کیا ہے۔ عصر حاضر کے تناظر میں اقبال اپنی کشت ویراں سے ناامید تو نہیں ہیں اس لیے اپنی شاعری کے ذریعے اسلامی نقطۂ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے بندوں کو بندوں کی اسیری سے نجات، مزدوروں کو ان کا حق، ضعیفوں اور مظلوموں کی حمایت میں کھل کر نظمیں لکھی ہیں۔ ''فرمان خدا'' میں ڈنکے کی چوٹ پر بندۂ غریباں کو اس انداز میں بیدار کرتے ہیں:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امرا کے درو دیورا ہلادو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو

اقبال ''سرمایہ ومحنت'' میں بندۂ مزدور کو اس طرح خطاب کرتے ہیں:

بندۂ مزدور کو جاکر میرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا ہے یہ پیامِ کائنات
دستِ دولت آفریں کو مُزد یوں ملتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

ایک جگہ اقبال سرمایہ دار آقاؤں کے زیر تلے بندوں کو نجات دلانے کے لیے بارگاہِ ایزدی میں یوں دعا گو ہیں:

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر روزِ مکافات

اس طرح اقبال عصر حاضر کے تناظر میں انسانی دنیا کے علمبرداروں، آقاؤں اور حاکموں کو آگاہ کرتے ہیں کہ خدا نے تمہیں جو زندگی عطا کی ہے اس کو اسلامی طریقے سے گذارو کیونکہ اسی میں تیری بھلائی ہے۔ خیر اور شر میں تمیز کرتے ہوئے اپنے اندر حرارتِ ایمانی پیدا کرو اور اس بات کا بھی خاص خیال رکھو کہ اپنے سے کمتر، بے بس، غریب بندۂ خدا کو اپنا محکوم اور غلام مت سمجھو، ان میں اور نہ اپنے آپ میں تمیز پیدا کرو کیونکہ خدا کو ظلم و بربریت کرنے والے پسند نہیں ہے۔ اقبال کا یہ شعر دیکھیں:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اقبال عالم انسانیت کے ان خداؤں سے مخاطب ہیں جو انسانوں میں تمیز اور چیرہ دستی پیدا کرتے ہیں تو اس کا انجام 'ظھر الفساد فی البرّ و البحر' ہوگا جیسا کہ ہر زمانے میں ہوتے ہوئے آیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں بڑے بڑے امراء، رؤسا اور بادشاہ وقتِ منکرین کا بہت برا حال ہوا ہے۔ چاہے وہ نمرود ہو یا فرعون، ہامان ہو یا شداد، قارون ہو یا ابو جہل لینن ہو یا اسٹالن، زار ہو یا ہٹلر، الغرض فساد برپا کرنے والے ہمیشہ تذلیل کے شکار ہوئے ہیں کیونکہ جو لوگ خوفِ خدا نہیں رکھتے ان کے لیے فطرت کی تعزیریں بہت سخت ہیں۔ ان کے لیے خدا کا یہ پیغام ''اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد'' ہے اور جو لوگ طریق اسلامی کی اطاعت اور فرمان رسول کی تابع داری کرتے ہیں ان کے لیے'' وَلَاتَھِنُوا وَلَاتَحزَنُوا وَاَنْتُم الاَعلونَ اِنْ کُنْتُم مُومِنِین'' کی بشارت ہے۔

☆☆☆